بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

واجپائی کی پاکستان آمد پر بعض دینی جماعتوں کا شدید رد عمل!

اس اہم مسئلہ پر تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کا مؤقف جو قومی اخبارات کو برائے اشاعت ارسال کیا گیا

آج کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ بعض دینی اور مذہبی جماعتیں بھارت کے وزیر اعظم واجپائی کی پاکستان آمد کے خلاف پر زور احتجاج اور عوامی ایجی ٹیشن کا پروگرام بنا رہی ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان کے نزدیک یہ ایک عظیم تر اسلامی انقلاب کے لئے عوامی جدوجہد کا نقطہ آغاز بن جائے۔ لیکن ہمارے نزدیک اسلامی انقلاب کے لئے یہ حکمت عملی درست نہیں ہے اور اس سے کسی خیر کی بجائے شر اور فساد کا اندیشہ ہے۔ اسلامی انقلاب کے لئے کوئی عوامی تحریک کسی خالص دینی مسئلے پر شروع کی جانی چاہئے نہ کہ کسی ایسے انتظامی مسئلے پر جس کے ضمن میں دینی اعتبار سے حرام مطلق کا حکم لگانا ممکن نہ ہو۔ کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے واقعتاً بے حد اہمیت کا حامل ہے اور اس کے ضمن میں پاکستان کو پوری قوت کے ساتھ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھنی لازم ہے —— لیکن یہ مسئلہ پچاس سال سے زائد پرانا ہے اور اس عرصہ کے دوران ہمارے بھارت کے ساتھ سفارتی تعلقات بھی قائم رہے ہیں، وقتاً فوقتاً تجارت بھی ہوتی رہی ہے، اور کھیلوں اور ثقافتی پروگراموں کے ضمن میں دو طرفہ آمد و رفت بھی جاری رہی ہے —— اس سلسلے میں خواہ بس سروس کا اجراء ہو، خواہ واجپائی کی پاکستان آمد کا —— یہ چیزیں ہرگز نہ کفر بواح ہیں نہ معصیت کبیرہ۔ دینی جماعتوں میں سے اگر کسی جماعت کا گمان یہ ہے کہ اب اس کے پاس ایسے مردانِ کار کی معتدبہ تعداد موجود ہے جو خود اپنی ذات اور اپنے گھر میں دین قائم کر چکے ہوں یعنی اپنی معاش اور معاشرت کو اسلام کے احکام کے تابع کر چکے ہوں اور پھر جماعتی ڈسپلن یعنی سمع و طاعت کے نظام کے تحت تن من دھن —— حتیٰ کہ جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہوں تو اسے عوامی تحریک کا آغاز یا سود کے مسئلے پر کرنا چاہئے جو نہ صرف حرام مطلق بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کے مترادف ہے یا ذرائع ابلاغ یعنی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بے پردگی، عریانی اور فحاشی کے فروغ کے مسئلے پر کرنا چاہئے —— جو حدیث نبویؐ کے مطابق آنکھوں اور کانوں کے زنا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کاش ہماری دینی قیادتیں اس معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں!

ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیم اسلامی

۱۷/ فروری ۱۹۹۹ء

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد خان شیرانی سے ملاقات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے آج ۱۷ فروری ۹۹ء کو پنجاب ہاؤس لاہور میں رکن قومی اسمبلی اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد خان شیرانی مدظلہ سے ملاقات کی اور انہیں "متحدہ اسلامی محاذ" کی تجویز سے آگاہ کیا۔ مولانا شیرانی نے ڈاکٹر اسرار احمد کی رائے سے اصولی اتفاق کرتے ہوئے اس معاملے میں تعاون کا یقین دلایا اور تنظیم اسلامی کے تحت راولپنڈی میں ہونے والی "منہاج محمدیؐ کانفرنس" میں شرکت کا وعدہ بھی فرمایا۔ ملاقات میں دیگر اہم دینی و ملی موضوعات پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔

کشمیر پر ”اوسلو“ طرز کا کوئی خفیہ معاہدہ طے پا چکا ہے!

۱۲۔ فروری = قرائن بتاتے ہیں کہ کشمیر پر ”کیمپ ڈیوڈ“ اور ”اوسلو“ طرز کا کوئی خفیہ معاہدہ طے پا چکا ہے چنانچہ امریکہ اور برطانیہ کی نواز شریف پر اچانک نوازشات اسی ”خدمت“ کا نتیجہ ہیں۔ جس کا تازہ مظہر یہ ہے کہ برطانیہ نے الطاف حسین کے معاملے میں اپنی سابقہ پالیسی تبدیل کرتے ہوئے نواز شریف کے ساتھ تعاون کا عندیہ دیا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں اپنے خطاب جمعہ میں کہا ہے کہ نواز شریف نے یہ عارضی اور جزوی کامیابی بڑی بھاری قیمت دے کر حاصل کی ہے۔ چنانچہ وہ امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک چکے ہیں اور نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو سی ٹی بی ٹی اور ایف ایم سی ٹی کے ذریعے سبوتاژ کرنے، کشمیر کا مسئلہ حل کئے بغیر بھارت کی شرائط پر اس سے مفاہمت و مصالحت کرنے اور امریکہ کی ہدایات کی روشنی میں افغان پالیسی پر نظرثانی کرنے کے تین نکاتی ایجنڈے پر سودے بازی کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ پاکستان کے نظریاتی اساس یعنی اسلام کو یہاں مستحکم کئے بغیر پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنائے بغیر بھارت سے دوستی اور مفاہمت قومی سطح پر خودکشی کے مترادف ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ قرارداد مقاصد کی رو سے حاکمیت کا اختیار اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت ہے، جسے حکمران اپنے اختیارات حکمرانی کو قرآن و سنت کی حدود کے اندر ہی استعمال کر سکتے ہیں مگر شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد پابندیوں کو برقرار رکھ کر منافقانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ مذہبی جماعتیں پاور پالیٹکس سے الگ ہو کر ”اسلام لاؤ اور ملک بچاؤ“ کی بنیاد پر یک نکاتی ایجنڈے کے تحت ”متحدہ اسلامی محاذ“ قائم کر کے ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانے کی تحریک برپا کریں دگرنہ شدید اندیشہ ہے کہ بعض مذہبی جماعتیں یہاں تشدد اور خونی انقلاب کا راستہ اختیار کر لیں گی جس سے مثبت تبدیلی کی بجائے ملک خانہ جنگی اور شدید افراتفری کا شکار ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے بعد ملک گیر سطح پر فوجی عدالتوں کا قیام اور واپڈا کو فوج کے حوالے سول حکومت کی ناکامی کے اعلان کے مترادف ہے۔ بجلی چوری کی روک تھام کی خاطر فوج کے چھاپوں سے متاثر ہونے والے بڑے سیاستدانوں اور مراعات یافتہ طبقات کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ”نوٹس دلاؤ پالیسی“ کے ذریعے تحفظ فراہم کرنے کے اقدام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی چوری میں صرف واپڈا اہلکار ہی نہیں بلکہ خود حکمران طبقہ بھی ملوث ہے۔

وفاقی شرعی عدالت میں سود کے متبادل نظام کی حکومتی درخواست بدنیتی پر مبنی ہے

۱۴/ فروری = وفاقی حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ میں اسی کورٹ کے ۹۲ء کے فیصلے کے ضمن میں جو نظرثانی کی درخواست دائر کی ہے وہ اس کے مختلف مواقع پر عمومی اور نجی سطح پر کئے گئے وعدوں کی صریح خلاف ورزی، اور انسداد سود کے معاملے میں اس کی واضح بدنیتی کا ثبوت ہے۔

۱۹۹۲ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے بینک انٹرسٹ کو ”ربا“ اور لہٰذا حرام مطلق قرار دیا تھا اس کے بعد حکومت کا اولین فرض تو یہ تھا کہ اپنے جملہ وسائل کو بروئے کار لا کر بینکنگ کے موجودہ نظام کی جگہ متبادل نظام کی تلاش و جستجو کا مرحلہ طے کرتی اور پھر اسے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے بھروسے پر نافذ کر دیتی ـــــ یا اگر اسے اس فیصلے کے ضمن میں کچھ ذہنی تحفظات لاحق تھے تو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں اپیل دائر کر دیتی اور اگر بنچ کی تشکیل میں کوئی خلا تھا تو اسے جلد از جلد پر کر کے آخری اور حتمی فیصلہ حاصل کرتی۔ لیکن حکومت نے اولاً تو اس معاملے کو طول دیا ـــــ اور چھ سال سے زائد کا عرصہ تو اس طور سے گزار دیا کہ اس اپیل کی سماعت کا آغاز ہی نہیں ہوا۔ اب یہ دہری چال چلی ہے کہ سپریم کورٹ میں اپنی اپیل کی واپسی کی درخواست دائر کر دی ہے، اور اس کے باوجود کہ ابھی وہاں اس پر کوئی کارروائی شروع بھی نہیں ہوئی، فیڈرل شریعت کورٹ میں نظرثانی کی درخواست داخل کر دی ہے اور دستور پاکستان کی روح کے بالکل منافی طور پر اس سے بینک انٹرسٹ کے خاتمے کی صورت میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل طلب کیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ فیڈرل شریعت کورٹ کی ذمہ داری ہے ہی نہیں۔ حکومت کو متبادل نظام کے ضمن میں کوئی سفارشات مطلوب ہیں تو اسے اسلامی نظریاتی کونسل سے رجوع کرنا چاہئے تھا نہ کہ فیڈرل شریعت کورٹ سے۔ لیکن چونکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل تو اس سلسلے میں بہت پہلے سفارشات پیش کر چکی ہے جو موجودہ حکومت کو کسی بنا پر پسند نہیں ہیں لہٰذا اب یہ بندر کی بلا طویلے کے سر ڈالی جا رہی ہے!

اس سلسلے میں حکومت کی بدنیتی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خود اس نے تقریباً ایک سال قبل جو کمیٹی اپنے ہی وزیر امور مذہبی جناب راجہ ظفر الحق صاحب کی سربراہی میں اسی مقصد سے قائم کی تھی کہ متبادل نظام تجویز کرے اس نے بڑی تندہی اور محنت و مشقت سے جو رپورٹ تیار کی اسے صیغہ راز میں رکھا جا رہا ہے۔ اور اس کی تنفیذ کی جانب تو کوئی قدم کیا اٹھتا اسے افادۂ عام کے لئے شائع بھی نہیں کیا جا رہا ـــــ بلکہ حد یہ ہے کہ اس کا ذکر تک کہیں موجود نہیں ہے ـــــ گویا اصل معاملہ صرف ٹال مٹول اور تاخیری حربوں کا ہے جو عام معاملات میں بھی کوئی پسندیدہ بات نہیں ہے اور یہ معاملہ تو دین و شریعت کا ہے۔ اس کے بارے میں اس طرز عمل پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی بڑی پکڑ ہو سکتی ہے ـــــ بنابریں میری درخواست وفاقی حکومت سے یہ ہے کہ وہ فیڈرل شریعت کورٹ سے اپنی نظرثانی کی اپیل واپس لے ـــــ اور سپریم کورٹ میں ۹۲ء کے فیصلے کے خلاف جو اپیل دائر کی تھی اس کی فوری سماعت کا بندوبست کرے تاکہ دستور پاکستان کے باب ۳۔ الف کے تقاضے الفاظ اور معانی و مطالب دونوں اعتبارات سے پورے کئے جا سکیں۔ مزید برآں اس اثناء میں راجہ ظفر الحق کمیٹی کی سفارشات کو شائع کر دیا جائے تاکہ اس پر علماء دین اور ماہرین معاشیات و مالیات اپنی آراء کا اظہار کر سکیں۔

امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے سود کے خلاف عدالتی جنگ میں جماعت اسلامی کو تعاون کی پیشکش

۱۵/ فروری = امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قاضی حسین احمد کی طرف سے سود کے خلاف شریعت کورٹ اور عدالت عظمیٰ میں مقدمہ لڑنے کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ تنظیم اسلامی اس کام میں جماعت اسلامی کے امیر کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ انہوں نے ملک کی دیگر دینی و مذہبی قوتوں سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ اپنے تمام وسائل مجتمع کر کے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں تاکہ سودی نظام کے خاتمے کے ضمن میں حکومت کے تاخیری حربوں کا یکجا ہو کر مقابلہ کیا جا سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس طرح ملک میں مکمل اسلامی نظام کے قیام کی جانب بھی پیش رفت ہو سکے گی۔

وزیراعظم نواز شریف کے دورۂ امریکہ کے سنگین نتائج اب کھل کر سامنے آرہے ہیں

حکومت ایٹمی ڈیٹرنٹ اور میزائل پروگرام کے حوالے سے واضح طور پر پسپائی اختیار کررہی ہے

حکومت وفاقی شرعی عدالت سے سود کے حوالے سے ایسا فیصلہ حاصل کرنا چاہتی ہے جو نام کے ساتھ ساتھ کام کا بھی "محبوب" ہو

ہروقت گلی محلوں اور بازاروں میں چکر لگانے سے خود بخود فوج کی ڈاؤن گریڈنگ ہوجائے گی

مرزا ایوب بیگ' لاہور

میاں نواز شریف کو سرکاری طور پر امریکہ کے دورہ کی دعوت ملی تو پاکستان میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ سرکاری درباری حضرات کی طرف سے زوردار انداز میں بیان بازی شروع ہوگئی کہ میاں صاحب کو امریکہ کے سرکاری دورہ کی دعوت کا مطلب ہے عالمی سطح پر میاں صاحب کی حیثیت کو تسلیم کرلیا گیا ہے اور یہ نواز حکومت کی کامیاب خارجہ پالیسی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ اپوزیشن نے یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ نواز شریف کو امریکہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔

۲/دسمبر ۱۹۹۸ء کو یہ مختصر دورہ شروع ہوا تب بھی ایک طرف سے کامیابی و کامرانی کے بلند و بانگ دعوے شروع ہوگئے اور دوسری طرف سے ناکامی و نامرادی کے طعنے دیئے جانے لگے۔ راقم نے اس وقت بھی انہی صفحات میں عرض کیا تھا کہ کامیابی کے دعوے اور ناکامی کے طعنے دونوں قبل از وقت ہیں اور یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس دورے میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ بہرحال اس دورے کے نتائج اب سامنے آنے لگے ہیں۔ سب سے پہلے ایف ۱۶ کا مسئلہ حل ہوا۔ شاید اس لئے کہ اس معاملے میں امریکی حکومت کو اپنی کمزوری کا احساس تھا۔ یکم فروری ۱۹۹۹ء سے پہلے پہلے اگر حکومت پاکستان امریکی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا دیتی تو امریکی حکومت کو ہزیمت بھی اٹھانی پڑتی اور اصل زر بمع سود بھی واپس کرنا پڑتا۔ لہٰذا ایک غریب' مقروض اور پسماندہ قوم کے لیڈر کو امریکہ کے سرکاری دورے کا اعزاز بخش کر امریکہ نے اپنی عزت اور کثیر رقم دونوں بچالیں۔

۱۹۷۹ء میں سعودی عرب میں حج کے دوران بعض انتہاپسندوں نے مسجد الحرام پر قبضہ کرلیا تھا۔ پاکستان میں ایک مشتعل ہجوم نے اس افواہ کی بنیاد پر کہ خانہ کعبہ پر قبضہ میں امریکہ کا ہاتھ ہے' امریکی سفارت خانے کو نذرِ آتش کر دیا۔ انتظامیہ نے پی اے ایف کی مدد سے جس طرح اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر تمام لوگوں کو عمارت سے بحفاظت نکالا' دنیا کے تمام نشریاتی ذرائع نے ان کی جانفشانی اور مہارت پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ یہ سب کچھ اچانک اور ہنگامی طور پر ہوا۔ پھر کسی بھی شخص کا ہلاک یا زخمی نہ ہونا انتظامیہ کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ لیکن امریکہ کی طرف سے جب حکم نامہ وصول ہوا کہ سفارت خانے کی عمارت نئے سرے سے تعمیر ہوگی اور اس کے تمام اخراجات حکومت پاکستان ادا کرے گی تو حکومت پاکستان نے اس سزا کو بخوشی قبول کیا اور انتہائی مختصر وقت میں جدید ترین عمارت تیار کرکے دے دی۔ ایف ۱۶ طیاروں کا ذکر کرتے ہوئے اس بیس سالہ پرانے واقعہ کا اعادہ اس لئے کررہا ہوں تاکہ قارئین امریکہ کے ڈنڈی مار رویئے کا اندازہ کرسکیں۔

امریکہ طویل مدت سے پاکستان سے چند مطالبات کر رہا تھا جنہیں پاکستان کی ہر حکومت ملک کی سیکورٹی اور مملکت کی سطح پر طے شدہ اصولوں کے خلاف قرار دیتی تھی۔ ان مطالبات میں سرفہرست ایٹمی رول بیک ثانیاً افواج پاکستان کے حجم میں کمی اور ثالثاً یہ کہ کشمیر کے تنازعہ کو ایک طرف رکھ کر پاکستان اور بھارت تجارتی سطح پر ایک دوسرے کو most favourite country قرار دیں اور سابقہ تلخیاں ختم کرکے دوستی کے رشتے میں مضبوطی سے بندھ جائیں۔ امریکہ کے یہ بے ہودہ مطالبات پڑھ سن کر محب وطن پاکستانیوں کا خون کھول جایا کرتا تھا۔ خود میاں نواز شریف' جو made in Pakistan کا بیج سینے پر سجائے رکھتے تھے' نے بے نظیر بھٹو کے دور میں ۵/فروری کی ہڑتال کو حصول کشمیر کے لئے لازم قرار دیا اور اس روز ہڑتال نہ کرنا کشمیر کاز سے غداری قرار دیا۔ بے نظیر کا راجیو گاندھی سے مسکرا کر بات کرنا قومی غیرت و حمیت کے خلاف قرار دیا اور وہ بھارت سے آلو درآمد کرنے پر حکومت وقت پر نفرت انگیز پھبتیاں کستے اور بے نظیر کو سیکورٹی رسک قرار دیتے تھے۔ لیکن خود میاں نواز شریف نے اگرچہ دوسری مرتبہ اقتدار سنبھالتے ہی بھارت سے تجارت اور تعلقات کے حوالے سے اپنے ان خیالات و نظریات سے رجوع کرلیا تھا' جو وہ اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے رکھتے تھے اور بڑی گرمجوشی اور جذباتی انداز سے ان کا ذکر بھی کرتے رہتے تھے۔ لیکن امریکہ یاترا کے بعد میاں نواز شریف جس تیز اور اندھادھند انداز میں بھارت سے تعلقات کے حوالے سے آگے بڑھ رہے ہیں وہ انتہائی حیران کن ہے۔

خارجہ سیکرٹریوں کی سطح پر مذاکرات تعطل کا شکار ہو چکے تھے۔ ان مذاکرات کی بحالی کے لئے ۱۸/فروری کی نئی تاریخ طے کی گئی لیکن ۱۸/فروری سے ہفتہ دس دن پہلے ہی بھارتی وزیراعظم واجپائی کے بس کے ذریعے دورۂ لاہور کا اعلان ہوا۔ طے ہوا کہ میاں نواز شریف ان کا لاہور میں استقبال کریں گے لیکن بھارتی حکومت کی طرف سے نیا مطالبہ آیا کہ ان کے وزیراعظم کا واہگہ بارڈر پر پاکستان کے وزیراعظم کو استقبال کرنا چاہئے۔ یہ مطالبہ بھی فوری طور پر مان لیا گیا۔ ہر سانس کے ساتھ پاکستان کو گالیاں دینے والے ایڈوانی سٹیمر کے ذریعے کراچی آرہے ہیں۔ تجارتی سطح پر ہم بھارت کو چینی اپنی لاگت سے ایک تہائی بلکہ اس سے بھی کم قیمت پر مہیا کررہے ہیں اور چینی کے کارخانہ داروں کا نقصان حکومت پاکستان اپنے پلے سے ادا کررہی ہے۔ ہم خود اندھیروں میں رہتے ہوئے اور لوڈشیڈنگ کا عذاب سہتے ہوئے بھارت کو بجلی فروخت کرنے پر تیار ہیں۔ ایٹمی ڈیٹرنٹ اور میزائل سازی کے بارے میں بھی ہم واضح پسپائی اختیار کررہے ہیں۔ غوری

(باقی صفحہ ۹ پر)

حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کی جانشینی کا مسئلہ

تحریر و ترتیب : فرقان دانش خان

حضرت امیر معاویہؓ پر ایک مشہور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد نامزد کیا۔ لیکن یہاں اس مسئلہ کو بیان کرنے کا مقصد یزید کا دفاع نہیں بلکہ اس بارے میں حضرت امیر معاویہؓ کا نقطہ نظر بیان کرنا ہے تاکہ حضرت معاویہؓ پر بے خبری میں لگائے گئے الزامات کا ازالہ ہو سکے۔ البتہ حضرت امام حسینؓ اور یزید کے اختلافات کے بارے میں اسی سلسلہ مضامین کے تحت "یزید کے دور حکومت" کے عنوان سے تفصیلات شائع کی جائیں گی۔

جمہور اُمت کا موقف ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کا یزید کو ولی عہد بنانا اگرچہ رائے اور تدبیر کے درجے میں درست ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس فیصلے کے باعث اُمت کے اجتماعی مصالح کو نقصان پہنچا لیکن کسی کو ان کی نیت پر حملہ کرنے اور ان پر مفاد پرستی کا الزام عائد کرنے کا حق حاصل نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے تھے کہ یزید خلافت کا اہل ہے۔ متعدد تواریخ میں منقول ہے کہ حضرت سعید بن عثمان نے ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ سے شکایت کہ آپؓ نے یزید کو ولی عہد بنا دیا ہے' حالانکہ میرے والدین اس کے والدین سے اور میں اس سے افضل ہوں۔ اس پر حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا "خدا کی قسم تمہارے والدین یزید کے والدین سے افضل تھے لیکن جہاں تک یزید کا تعلق ہے وہ تم سے بہتر ہے"۔

اس کے علاوہ حافظ شمس الدین ذہبیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت امیر معاویہؓ کی ایک دعا نقل کی ہے جو انہوں نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں مانگی تھی :

> "اے اللہ! اگر میں نے یزید کو اس کی افضلیت (اہلیت) دیکھ کر ولی عہد بنایا ہے تو اسے اس مقام تک پہنچا دے اور اس کی مدد فرما' اور اگر میں نے اپنی محبت کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو اس کے مقام خلافت تک پہنچنے سے پہلے اس کی روح قبض کر لے"۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

> "جب حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے صلح کی تھی تو انہی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لیکن جب ان کی وفات ہو گئی تو انہوں نے یزید کو نامزد کیا اور ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ میں عوام کو بکریوں کے منتشر گلے کی طرح نہ چھوڑ جاؤں جس کا کوئی چرواہا نہ ہو"۔

علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں :

> "حضرت معاویہؓ کے دل میں دوسروں کو چھوڑ کر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنانے کا جو خیال پیدا ہوا اس کی وجہ اُمت کے اتحاد و اتفاق کی مصلحت تھی"۔

جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ کوئی خلیفہ وقت اپنے بعد کسی کو' بالخصوص اپنے کسی رشتہ دار کو ولی عہد بنا سکتا ہے یا نہیں۔ تو اس ضمن میں اُمت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ خلیفۂ وقت اگر کسی شخص میں نیک نیتی کے ساتھ شرائط خلافت پاتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو ولی عہد بنا دے' خواہ وہ اس کا باپ' بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن خلافت صرف ولی عہد بنانے سے منعقد نہیں ہوتی بلکہ مسلمانوں کے قبول کرنے سے منعقد ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں بلاذریؒ عبداللہ بن عباسؓ کا یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک قاصد حضرت امیر معاویہؓ کی موت کی خبر لے کر آیا تو عبداللہ بن عباسؓ کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ پھر لوگوں سے کہا۔ "یا اللہ حضرت معاویہؓ کے لئے اپنی رحمت وسیع فرما دے' خدا کی قسم وہ اگرچہ پہلوں کی طرح تو نہیں تھے لیکن ان کے بعد بھی کوئی ان جیسا نہیں آئے گا۔ اور بلاشبہ ان کا بیٹا یزید ان کے صالح اہل خانہ میں سے ہے' لہٰذا تم اسے اپنی اطاعت اور بیعت دے دو"۔

صحابہ کرامؓ کا ایک گروہ وہ بھی تھا جو حضرت حسین' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جیسے صحابہ کے مقابلے میں یزید کی خلافت کو بہتر تو نہیں سمجھتا تھا لیکن اس خیال سے خلافت کو گوارا کر رہا تھا کہ اُمت میں انتشار پیدا نہ ہو جیسا کہ حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ یزید کی ولی عہدی کے وقت میں حضرت بشیرؓ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا :

> "لوگ کہتے ہیں کہ یزید اُمت محمد ﷺ میں سب سے بہتر نہیں ہے' اور میرا بھی یہی خیال ہے لیکن اُمت محمد ﷺ کا جمع ہو جانا مجھے افتراق و انتشار کی نسبت زیادہ پسند ہے"۔

بحضور ختمی مرتبت ﷺ

حافظ لدھیانوی

مدحت کا انداز نیا ہے ایسا مجھ پر فضل خدا ہے
شہرِ کرم ہے شہرِ مدینہ مجھ کو ہر غم بھول گیا ہے
اس میں ہے ہر سانس عبادت لگتی یہ پاکیزہ فضا ہے
غیر بھی اس کے گُن گاتے ہیں ایسا وہ محبوب خدا ہے
ہر ذرہ دربار نبی کا خوشبو بن کر پھیل رہا ہے
اس کی سخا ہے قریہ قریہ دامن دامن اس کی عطا ہے
فردِ گنہ کو دھو ڈالے گا اشکِ ندامت حرفِ دعا ہے
پیشِ نظر ہے روضۂ اقدس ایسا میرا بخت رسا ہے
حافظ سے کیا اُن کی ثنا ہو
جس کا ثنا خواں آپ خدا ہے

نامہ میرے نام

محترمی و مکرمی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جنگ اخبار میں آپ کا اشتہار پڑھنے کا موقعہ ملا۔ بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے ایک نیک ارادہ کی تمنا ظاہر کی ہے۔ چند گزارشات پیش خدمت ہیں :

۱) ایک کمیٹی ترتیب دیں جس میں مختلف مکتبہ فکر کے جید علماء کرام شامل ہوں جو کراچی سے لے کر گلگت تک دورہ کریں اور اسلام کے موضوع پر یا فقط سورۃ العصر کی تشریح سے عوام کو آگاہ کریں۔
۲) اسلام آباد میں کسی مسجد یا کسی ہوٹل میں تمام سیاسی و غیر سیاسی حضرات ائمہ کرام' مدارس کے مہتمم حضرات کو دعوت دی جائے اور اسلام کی حقانیت ان کے سامنے مختصر لفظوں میں بیان کی جائے اور تعاون کا ان حضرات سے وعدہ لیا جائے۔
۳) چاروں مکاتب فکر کے علماء کرام پر مشتمل ایک جماعت ترتیب دی جائے۔

وہ علماء کرام جن کے ہزاروں شاگرد ہیں اور عوام میں ان کا مقام و مرتبہ ہے انہیں ساتھ لیا جائے بلکہ سرپرستی آپ کی اور ان جیسے علماء کرام کی رہے۔ الدنیا بالوسائل کے تحت آپ سردست ایک لاکھ روپے دوست احباب سے لے کر جانی و مالی قربانی کے تحت اس نیک کام کی طرف سبقت فرمائیں۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

محمد علی قریشی
خطیب جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ
ٹی بی سینٹر اصغر مال روڈ' راولپنڈی
مہتمم جامعہ قریشیہ اشاعت القرآن سوات کالونی

محترمی و مکرمی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی طرف سے ۲۶ جنوری ۱۹۹۹ء کے نوائے وقت میں شائع شدہ اشتہار سے بالکل متفق ہوں جس میں آپ نے معتدبہ قوت حاصل ہونے پر "نہی عن المنکر بالید" کا ذکر کیا ہے جو کہ ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں آپ یہ کام نہ کر سکیں گے اور یہ بھی خوف ہے کہ نہ ہی وقت اور نہ ہی موجودہ نام نہاد زعمائے ملت آپ کے ساتھ ہیں۔ تاہم میں اب بھی آپ سے پرامید ہوں اور خدا سے آپ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔ اس ضمن میں میرے پاس بھی کچھ تجاویز ہیں جو میں آپ کے سامنے تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن جنرل (ریٹائرڈ) جاوید ناصر کے ہمراہ بند کمرے میں رکھنا چاہوں گا۔ اگر آپ اتمام حجت کے لئے اس قسم کی کسی ملاقات کا اہتمام کر سکیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

ابو سعید سعید الدین احمد
ایک ریٹائرڈ فوجی افسر

صدر
سوسائٹی فار پریوینشن آف کروئیلٹی ٹو سوشل اینملز
47-J' آریہ محلہ راولپنڈی فون : 92-51-557418

افکار معاصر

متحدہ اسلامی محاذ کیوں نہیں!

قاضی صاحب کو مجوزہ ایم آئی ایم سے خائف ہونے کی چنداں ضرورت نہیں

(روزنامہ پاکستان ۱۱/ فروری ۹۹ء میں شائع شدہ محمود فریدی کا کالم "حرف بے لبادہ")

احیائے اسلام کے مؤید و مدعی دو بزرگ رہنما قاضی حسین احمد اور ڈاکٹر اسرار احمد اکٹھے ہوئے اور علامہ اقبال کے ان اشعار کی تجسیم کا عملی مظاہرہ دیکھنے میں آیا ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ﷺ، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن پاک بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی جو ہوتے مسلمان بھی ایک

نشستند و گفتند کے بعد جو اختلافی اعلامیہ جاری ہوا اس کے مطابق متحدہ اسلامی محاذ کے خاکہ میں رنگ بھرنا ممکن نہیں۔ قاضی صاحب نے اپنے سابقہ تجربات کی روشنی کی بنا پر جس دوٹوک مایوسی کا اظہار کیا اور جس طرح تنہا اڑان کے ذریعہ منزل پر جست لگانے کا ارادہ ظاہر کیا اس سے ان کی یقین محکم' اعتماد اور وارفتگی کا اندازہ تو ہوتا ہے لیکن حصول منزل کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔ یہ درست ہے کہ جماعت اسلامی کے مزاج کو عوامی بنانے میں قبلہ قاضی صاحب کا بڑا دخل ہے اور اب ان کی رونمائی سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہوتی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ ماضی میں مذہبی جماعتوں کو اکٹھا کرنا اور رکھنا مشکل کام تھا لیکن ماضی کی ناکامیوں اور نامرادیوں کو دلیل بنا کر مشکلات اور ناممکنات کے سامنے ہتھیار ڈال دینا شایانِ مومن نہیں۔ اس منفی دلیل کے ذریعہ تو ہر ہونی کو انہونی بنایا جا سکتا ہے۔

قاضی صاحب کا یہ تجزیہ کہ اصل فورس مساجد کے پاس ہے ایک حد تک ہی درست ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو مساجد میں نمازیوں کی حاضری کا گراف ستائیسویں رمضان اور عید کے دن عروج پر پہنچ کر اچانک (عمومی سطح) نہ ہونے کے برابر کیوں ہو جاتا۔ پھر زکوٰۃ کی کٹوتی کے دن اربوں روپے جھوٹے سچے حیلوں بہانوں کے ذریعہ اِدھر اُدھر کیوں ہو جاتے۔ درحقیقت عوام کا فوری اور موجودہ مسئلہ اسلام نہیں بلکہ معاشی بحران ہے۔ اب یہ حکیمانہ بات ان کو سمجھانا پڑے گی کہ اسلام صرف عبادت اور سزاؤں کا نام نہیں بلکہ اس میں تمام معاشی مسائل کا حل موجود ہے۔ بلکہ بہتر ہو گا کہ اس ایک ٹھوس معاشی پیکج کے ذریعہ انہیں یقین کی حد تک باور کرا دیا جائے کہ اسلام ان کے لئے اور آئندہ نسلوں کے لئے کس طرح معاشی خوشحالی کی منزل قریب لانے کا ضامن ہے۔

ہمارے موجودہ معاشی سٹرکچر کی صورت کچھ یوں ہے : غربت کی لکیر سے نیچے : 40 فیصد' غریب : 20 فیصد' لوئر مڈل کلاس : 10 فیصد' مڈل کلاس : 15 فیصد' اپر مڈل کلاس : 10 فیصد' امیر طبقہ : 5 فیصد

اب ساٹھ فیصد غریب اور پانچ فیصد امیر طبقہ کا مسئلہ اسلام ہرگز نہیں۔ باقی 35 فیصد متوسط طبقہ میں دولت کی مسابقت میں مصروف مال اور حال مستوں کی تعداد نکال دی جائے تو دل و جان سے اسلام کا استقبال کرنے والوں کی تعداد محدود تر رہ جاتی ہے۔ اب جو کچھ انقلاب اور تبدیلی مطلوب ہے وہ ساٹھ فیصد پسے ہوئے طبقے کی مدد و تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ ایسے میں قاضی صاحب کے "تاروں والی نعرے" "اے بوجھ اٹھانے والو اور محنت سے دبے ہوئے لوگو تم میرے پاس آؤ میں تمہیں شہادت دوں گا" کے کیا مثبت اثرات برآمد ہوں گے؟

قاضی صاحب کا جنون اور والہانہ پن اپنی جگہ درست مگر سیاسی نعروں میں جب تک مایوسی' نقصان اور مستقبل بعید کے بجائے فائدے' امید اور مستقبل قریب اور حال کا تذکرہ نہیں ہو گا عوام کان نہیں دھریں گے اور انتخابی صندوقچی ماہِ رمضان کے بعد مسجدوں کی طرح بے رونق رہے گی۔ قاضی صاحب کو مجوزہ "ایم آئی ایم" سے خائف ہونے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جماعت اسلامی کی غیر مسلکی لبرل پالیسی کے سبب تفریق و نفرت، عقیدہ میں غلطاں مذہبی جماعتوں کی قیادت لامحالہ بالآخر اسی کے حصہ میں آئے گی۔ جماعت اسلامی کی قیادت کو حقوصار واداری' لچک اور برداشت کا گراف اور زیادہ اونچا کر لینا چاہئے تاکہ جب اتحاد و عمل کی کوئی صورت نکلے تو اپنی قبولیت اور مقبولیت کے سبب قیادت کے حصول کیلئے انہیں ذرہ بھر کوشش نہ کرنا پڑے۔

ڈاکٹر اسرار صاحب اس لحاظ سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ پردیس میں بھٹکتے ہوئے لاوارث دین کی انگلی پکڑ کر اسے وارثان کے پاس لے جا رہے ہیں اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلا رہے ہیں۔

مغرب کے ایک غلام کی موت

شاہ حسین بیس سال تک امریکی سی آئی اے کے تنخواہ دار ایجنٹ رہے

—— تحریر : حامد میر ——

کسی کی موت کے بعد اس کا ذکر نامناسب الفاظ میں کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن اگر مرنے والے کے حوالے سے تاریخ کو مسخ کیا جائے تو پھر حقائق کو سامنے لانا ضروری ہو جاتا ہے۔ اردن کے شاہ حسین کی وفات پر مغربی ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ عالمی برادری ایک عظیم انسان، مدبر سیاستدان اور امن کے بہت بڑے علمبردار سے محروم ہو گئی ہے۔ شاہ حسین کے لئے مغربی ذرائع ابلاغ کی طرف سے کی جانے والی مدح سرائی میں کچھ پاکستانی بھی شامل ہو گئے ہیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ کی طرف سے شاہ حسین کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا بالکل جائز ہے کیونکہ مرحوم نے تمام عمر امریکہ و برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کے علاوہ سربراہان مملکت کی طرف سے شاہ حسین کی عظمت کے دعوے انتہائی کھوکھلے لگتے ہیں۔ لہٰذا شاہ حسین کے حوالے سے کچھ حقائق کو سامنے لانا ضروری ہو گیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں یہودیوں نے امریکہ و برطانیہ کو اس شرط پر بھاری رقوم فراہم کی تھیں کہ جنگ کے خاتمے پر ان کے لئے ایک علیحدہ مملکت قائم کی جائے گی۔ پہلی جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد فلسطین کو تقسیم کیا گیا۔ شام کو ایک علیحدہ ملک بنا دیا گیا اور دریائے اردن کے مشرقی کنارے کو بھی ایک علیحدہ ملک بنانے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ عرب تقسیم در تقسیم ہو کر یہودیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ دریائے اردن کے مشرقی کنارے کو عبداللہ کے حوالے کیا گیا جس نے جنگ عظیم میں انگریزوں کی بھرپور حمایت کی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں برطانیہ نے عبداللہ کی تاجپوشی کرائی تو اس بادشاہ کی ریاست کے نام کا فیصلہ نہ ہو سکا تھا۔ جلدی میں دریائے اردن کی مناسبت سے اس نئی ریاست کو بھی اردن کہا گیا۔ شاہ عبداللہ کو امور مملکت کا کوئی تجربہ نہ تھا لہٰذا کئی سال تک عمان میں برطانوی ہائی کمشنر اردن کا نظام حکومت چلایا کرتا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں اردن کا دستور بھی لندن سے بن کر آیا۔ اسرائیل کے قیام سے چند سال قبل ۱۹۴۶ء میں اردن کو ایک مکمل خود مختار ریاست قرار دیا گیا جس کی آبادی تو مسلمانوں پر مشتمل تھی لیکن اس کے حکمران برطانیہ کے وفادار تھے۔

۱۹۵۲ء میں عبداللہ کا بیٹا حسین اردن کا بادشاہ بنا تو اس نے بھی خطے میں مغربی مفادات کے تحفظ کا بیڑا اٹھایا۔ مغربی قوتوں نے شاہ حسین پر متعدد قاتلانہ حملے کروائے اور اسے عدم تحفظ کا شکار کیا اور ان حملوں کی ذمہ داری فلسطینیوں پر عائد ہوتی رہی۔ ولیم بلم نے اپنی مشہور کتاب The CIA a forgotten history میں شاہ حسین کے متعلق دلچسپ انکشافات کئے ہیں۔ ولیم بلم لکھتا ہے کہ اپریل ۱۹۵۷ء میں شاہ حسین نے سی آئی اے کے کہنے پر اپنے وزیراعظم سلیمان نابلوسی کو برطرف کر دیا تھا کیونکہ نابلوسی نے اردن میں قیام پذیر فلسطینی مہاجرین کے دباؤ پر اسرائیل کے بارے میں سخت پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ نابلوسی کی برطرفی پر اردن میں ہنگامے شروع ہو گئے اور شاہ حسین نے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ ولیم بلم اپنی کتاب کے صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے کہ "سی آئی اے نے ۱۹۵۷ء کے بعد سے شاہ حسین کو اس کی خدمات کے عوض لاکھوں ڈالر سالانہ خفیہ طور پر عطا کرنے شروع کئے۔ شاہ حسین ۱۹۷۷ء تک سی آئی اے سے خفیہ رقوم کے علاوہ "خواتین" بھی وصول کرتے تھے۔ بعد ازاں سی آئی اے نے جواز پیش کیا کہ شاہ حسین مشرق وسطیٰ میں ہمارے مددگار و معاون ہیں اس لئے ہم انہیں معاوضے کے طور پر بھاری رقم ادا کرتے ہیں۔"

شاہ حسین نے اپنے بڑے بیٹے کا نام اپنے والد عبداللہ کے نام پر رکھا۔ عبداللہ بھی اپنے دادا کی طرح برطانیہ سے متاثر ہے۔ اس کی ماں انگریز تھی۔ اس نے تعلیم بھی برطانیہ میں حاصل کی اور وہ عربی کے بجائے انگریزی زیادہ روانی سے بولتا ہے۔ امریکہ و برطانیہ نے موت سے چند روز قبل شاہ حسین کے بھائی شہزادہ حسن کی جگہ شہزادہ عبداللہ کو ولی عہد مقرر کروایا کیونکہ عبداللہ اپنے والد کی طرح امریکہ و برطانیہ کا زیادہ مخلص و وفادار ہے۔ شاہ حسین اسرائیل کو تسلیم کرنے والے پہلے مسلمان حکمران تھے۔ وہ فلسطینیوں اور یہودیوں کے درمیان مشرق وسطیٰ امن مذاکرات کے نام پر ہونے والے ڈرامے کے بھی ایک اہم کردار تھے۔ اس لئے امریکہ و برطانیہ کو ان کی "بے وقت" موت کا زیادہ دکھ ہے۔ آج جب انہیں ایک مدبر سیاستدان اور عظیم رہنما قرار دیا جا رہا ہے تو نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ ۲۰ سال تک امریکی سی آئی اے کے تنخواہ دار ایجنٹ رہے۔

شاہ حسین کی موت بادشاہ کی نہیں بلکہ مغرب کے ایک غلام کی موت ہے۔ اس غلام کی موت پر یہ الفاظ تحریر کرتے ہوئے ہمیں کوئی خوشی محسوس نہیں ہو رہی لیکن حقائق تو حقائق ہیں اور یہ کبھی تبدیل نہیں ہو سکتے۔ ہم صرف یہ دعا کر سکتے ہیں کہ رب باری تعالیٰ شاہ حسین کے گناہ معاف فرمائے۔

(بشکریہ : روزنامہ "اوصاف" فروری ۱۹۹۹ء)

KHALID TRADERS
IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE
AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

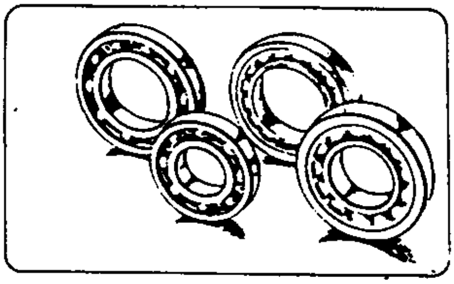

PLEASE CONTACT
TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIC PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan) Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

بقیہ : تجزیہ

۱۱غزنوی اور شاہین میزائلوں کے تجربات کا اعلان ہوا تھا لیکن اس اعلان کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ غوری ۱۱ کے بارے میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا تھا کہ پاکستانی عوام کو عیدالفطر پر یہ خوشخبری سنائی جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پہلے اس کی وجہ ڈاکٹر عبدالقدیر کی عمرہ پر روانگی بتائی گئی۔ بعد ازاں اس پر مکمل خاموشی اختیار کر لی گئی۔ دفاع کے معاملے میں نیا انتہائی خطرناک رجحان یہ ہے کہ چونکہ ہم ایٹم بم بنا چکے ہیں لہٰذا ہمارا دفاع ناقابل تسخیر ہو چکا ہے، اب کیوں نہ فوج سے دفاع سے ہٹ کر دوسرے کام لئے جائیں۔ یعنی امریکہ کے اس دیرینہ مطالبے کی طرف پیش رفت ہو رہی ہے کہ پاکستان اپنی فوج کا حجم کم کرے۔ لہٰذا اب سندھ میں ہی نہیں سارے ملک میں فوجی عدالتیں قائم ہو رہی ہیں۔ فوج گھوسٹ سکول تلاش کر رہی ہے، فوج سڑکیں اور ریل بنا رہی ہے اور فوج کے جوان گلی گلی اور محلے محلے میٹر چیک کر رہے ہیں۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ ان فوجیوں میں دس فیصد کو انہی کاموں کے لئے سول محکموں ہی میں کھپا لیا جائے گا۔ یعنی پہلے قدم کے طور پر ۱۰ فیصد ڈاؤن سائزنگ ہوگی اور ہر وقت بازاروں میں چکر کاٹنے سے ڈاؤن گریڈنگ تو خود بخود ہو جائے گی۔ فوج کو ان کاموں میں ملوث کرنے کا نتیجہ کتنا سنگین ہو سکتا ہے اس کا اندازہ ۱۵/ فروری کے اخبارات کی اس خبر سے بہ آسانی کیا جا سکتا ہے کہ دو فوجی جوانوں کو بجلی چوروں سے رشوت لیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔

شریعت بل نواز شریف کے امریکہ جانے سے پہلے اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ کہنے والوں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ بل امریکہ سے سودا بازی کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر امریکہ کا سرکاری دورہ حاصل کرنے کے لئے ایک کارڈ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اسی لئے شروع شروع میں اس کے حق میں بڑی زوردار اور جوشیلے انداز میں تقاریر کی گئیں۔ امریکہ سے واپسی پر نہ صرف یہ کہ اس شریعت بل کا کوئی تذکرہ نہیں ہو رہا، جس کے بارے میں قومی اسمبلی کے سپیکر نے واضح کر دیا تھا کہ بل آتے جاتے رہتے ہیں عملی زندگی قطعی طور پر اس سے متاثر نہیں ہوگی؟ بلکہ سود پر بھی علماء کی بے سود لعن طعن سے نجات حاصل کرنے کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ سے رجوع کیا گیا ہے۔ حالانکہ فیڈرل شریعت کورٹ جسٹس تنزیل الرحمٰن کی سربراہی میں یہ واضح فیصلہ دے چکی ہے کہ بینک انٹرسٹ وہی لعنت ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں ربا کے نام سے کیا گیا ہے۔ لیکن حکومت نئے چیف جسٹس سے ایسا فیصلہ حاصل کرنا چاہتی ہے جو نام کے ساتھ ساتھ کام کا بھی "محبوب" ہو۔ گزشتہ اڑھائی ماہ میں حالات نے جو رخ اختیار کیا ہے، اس سے ہر کس و ناکس بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ دورۂ امریکہ کامیاب رہا تو کس کے نقطۂ نظر سے اور ناکام رہا تو کس کے نقطۂ نظر سے؟

راقم قارئین ندائے خلافت کے علم میں یہ بات لانا اپنا قومی فرض سمجھتا ہے کہ اگرچہ CWC پر دستخط امریکہ جانے سے ایک سال پہلے کر دیئے گئے تھے، جو بہرحال نواز دور ہی میں کئے گئے۔ ہمارے بہت سے دفاعی ماہرین نے CWC پر دستخط کرنے کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے زیادہ نقصان دہ قرار دیا ہے۔ کیا اللہ اس قوم کو زندہ رکھنے کا پابند ہے جو پے در پے اپنی موت کے پروانوں پر اپنے دستخط ثبت کر رہی ہو؟

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ بھارتی امپائروں نے پاکستانی کھلاڑیوں کو غلط آؤٹ دے کر ملک کا منہ کالا کر دیا۔ (بیدی)

✪ بیدی صاحب! بھارت کے ہاتھ پہلے ہی سے اہل کشمیر کے خون سے رنگین ہیں اب اس کا منہ بھی کالا ہو چکا ہے۔

☆ کھاریاں کے رکن قومی اسمبلی اور سابق سینیٹر کا بیٹا دونوں بجلی چور نکلے۔ (ایک خبر)

✪ پاکستان کو بجلی چور سیاستدانوں کی جنت کا لقب دیا جانا چاہئے۔

☆ صدر رفیق تارڑ سے گفتگو کرنے کی کوشش کرنے والے صحافیوں کو سیکورٹی اہلکاروں کے دھکے۔

✪ اسلئے کہ "بے چارے" صدر صاحب کو صحافیوں کی "دستبرد" سے بچانا ضروری ہے۔

☆ مجھے آپ کا گیت "لٹھے دی چادر" بہت پسند ہے۔ (بے نظیر بھٹو کی سریندر کور سے گفتگو)

✪ ہو سکتا ہے آئندہ بے نظیر صاحبہ "لٹھے دی چادر" کو بھی پسند کر کے اوڑھنا شروع کر دیں۔

☆ میاں اظہر کو شیروانی واپس کرنے آیا ہوں۔ (اعجاز الحق)

✪ گویا میاں اظہر صاحب کو بھی اقتدار میں شریک کر کے "چپ" کرا دیا جائے گا۔

☆ روسی افواج کا افغانستان پر حملہ بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔ (روسی فوج کے سابق سربراہ جنرل بورس گروموف کا اعتراف)

✪ "کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ، ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا"

☆ مولانا آپ ہمارے لئے دعا کریں ہمیں آپ جیسے بزرگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ (داتا دربار کے مسجد کے خطیب سے بے نظیر کی التجا)

✪ بے نظیر صاحبہ نے شاید علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھ رکھا ہے کہ "تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن، پیرانِ کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے"۔

☆ ملعون رشدی کو بھارت میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ (بھارتی مسلمانوں کا اعلان)

✪ "بال ٹھاکرے اینڈ کو" کے لئے ایک اور آزمائش

بقیہ : اتحادِ اُمت

تشکیل پا چکا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی مسئلے پر علماء کرام کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان کسی بڑے اختلاف کا امکان بھی باقی نہیں رہا۔ اب مسئلہ صرف دینی جماعتوں کے قائدین کی شخصی ترجیحات اور گروہی تحفظات کا ہے اگر ہماری دینی جماعتوں کے قائدین آپس میں ایک دوسرے کے لئے تھوڑا بہت ایثار سے کام لیتے ہوئے قیادت کی ترجیحات اور صف بندی کا مرحلہ باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ خوش اسلوبی سے طے کر لیں تو بات بہت اچھے طریقے سے آگے بڑھ سکتی ہے ورنہ افغانستان کا تجربہ سب حضرت کے پیش نظر رہنا چاہئے۔ اگر کوئی "ملا محمد عمر" تنگ آ کر اٹھ کھڑا ہوا تو بھاری بھرکم شخصیتیں اور بلا شرکت غیرے قیادتیں سب ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائیں گی۔

پروگرامر کم کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبہ سمع و بصر میں ایک پروگرامر کم کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے جو انٹرنیٹ، ویب پیج ڈیزائننگ سے متعلق ضروری اہلیت اور پیشہ ورانہ مہارت کا حامل ہو۔ تنظیم اسلامی کے رفیق کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ : ناظم شعبہ سمع و بصر

فون : 3-5869501 فیکس : 5834000

E-mail:aasif@brain.net.pk

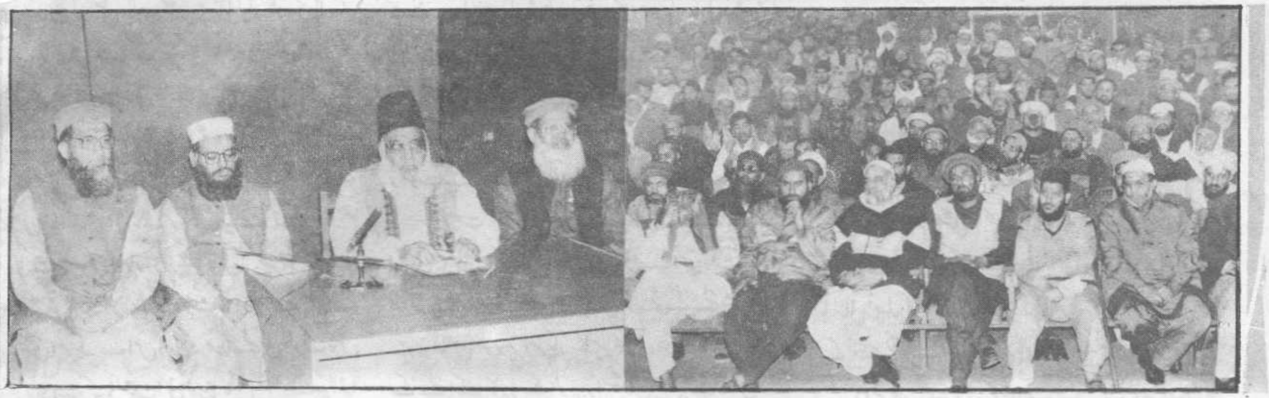

حلقہ لاہور ڈویژن کے اجتماع میں ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے' نائب امیر حافظ عاکف سعید' ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق اور ناظم حلقہ عبدالرزاق قمر بھی تشریف فرما ہیں

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کا تنظیمی اجتماع

۵/ فروری ۱۹۹۹ء بعد نماز مغرب قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کا تنظیمی اجتماع منعقد ہوا۔ جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے کی۔ اس موقع پر نائب امیر حافظ عاکف سعید اور ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق بھی موجود تھے۔ حلقہ کے رفقاء کی بڑی تعداد نے اجتماع میں شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناظم حلقہ جناب عبدالرزاق قمر نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز حافظ عبداللہ محمود نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ جس کے بعد ڈاکٹر عارف رشید نے منتخب نصاب نمبر۲ کے چوتھے درس میں شامل سورۃ الشوریٰ کی آیات کے حوالے سے کارکنوں کے اوصاف حمیدہ بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ کسی تنظیم کی جدوجہد کے دوران سامنے آنے والے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے توکل علی اللہ ہونا ضروری ہے۔ کارکنان کا آپس میں تو عفو و درگزر اور "بریشم کی طرح نرم" والا معاملہ ہو لیکن اجتماعی نظامِ زندگی میں ظلم و استبداد کے خلاف "فولاد" کی سختی اختیار کی جائے۔

ناظم حلقہ عبدالرزاق قمر نے نومبر ۹۸ء تا جنوری ۹۹ء کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مقامی تنظیموں میں دعوتی و تنظیمی اجتماعات کی حاضری کے تناسب سے تنظیم اسلامی لاہور جنوبی پہلے نمبر پر رہی ہے۔ جس کی حاضری کا اوسط ۷۴ فی صد رہا۔ جبکہ حلقہ سے منسلک اسروں میں "اسرہ ایک سالہ کورس" کے رفقاء کی حاضری کا تناسب بھی ۷۴ فی صد رہا۔ انہوں نے بتایا کہ عرصہ زیر نظر رپورٹ میں لاہور ڈویژن میں شامل ہونے والے نئے رفقاء کی تعداد ۴۵ اور معاونین کی حیثیت سے شامل ہونے والے احباب کی تعداد ۶۳ ہے۔ اس دوران ۱۴۔ ۱۳/ دسمبر ۹۸ء اور ۳۱۔ ۳۰/ جنوری کو دو روزہ پروگراموں کے علاوہ ۱۳۔ ۱۲/ دسمبر ۹۸ء کو قرآن اکیڈمی اور مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں شب بسری کے پروگرام منعقد کئے گئے۔

امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے رفقاء سے خطاب میں کہا کہ مذکورہ بالا رپورٹ اطمینان بخش ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ تنظیم اسلامی کی پیش رفت "Slow and Steady" کے مصداق ہے۔ الحمد للہ اللہ نے ہمیں دائیں بائیں سے تاثر لئے بغیر منہاج محمدیؐ پر استقامت سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائی' یہ ایک مثبت پیش رفت ہے۔ امیر محترم نے رفقاء کو دعوت کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے مقصد یعنی اقامت دین کی خود کو دھن لگانی ہوگی اور اس کے لئے ماہی بے آب بننا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر دعوت کا کام سرانجام دینا ممکن نہیں۔ انہوں نے رفقاء کو ٹارگٹ دیتے ہوئے کہا کہ رفقاء انفرادی سطح پر لوگوں میں منہاج محمدیؐ کے مراحل اور کشاکش اقتدار سے الگ ہو کر انقلابی جدوجہد کے نظریئے کو ہینڈ بلز اور دیگر ذرائع سے عام کرنے کے لئے محنت کریں۔ جبکہ تنظیم کی سطح پر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں منہاج محمدیؐ کانفرنسوں کے نام سے جلسے منعقد کئے جائیں گے تاکہ لوگوں پر اتمام حجت ہو سکے۔ اس سلسلے کا پہلا جلسہ ۲۱/ فروری ۹۹ء کو راولپنڈی میں ہو گا۔ ان کانفرنسوں کے ساتھ صوبائی دارالحکومتوں میں دو روزہ علاقائی اجتماع بھی منعقد کئے جائیں گے۔ امیر محترم نے ذاتی رابطے کو بہتر بنانے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء اور معاونین کو خوش آمدید کہا جائے اور انجمن خدام القرآن کے پرانے کارکنوں کو ڈھونڈ کر ان کا اکرام کیا جائے اور انہیں قریب لانے کی کوشش کی جائے۔ خطاب کے بعد رفقاء نے متحدہ دینی محاذ کے قیام کے لئے دینی جماعتوں سے امیر محترم کے رابطوں کی تفصیلات معلوم کیں۔

(رپورٹ : فرقان دانش خان)

اُسرہ ایک سالہ کورس کا تربیتی اجتماع

اُسرہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس (سیشن ۹۹۔۱۹۹۸ء) کا ماہانہ تربیتی اجتماع ۱۴/ فروری ۹۹ء بروز اتوار قرآن کالج لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے ناظم تربیت جناب فضل حکیم تھے' جو خود بھی ایک سالہ کورس کر رہے ہیں۔ اجتماع کا آغاز ساڑھے سات بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے بعد رفقاء کو بذریعہ ویڈیو منتخب نصاب نمبر۲ کا پہلا درس دکھایا گیا۔ درس کے بعد رفیق تنظیم اسلامی ہاشم رضا خان نے بلیک بورڈ کی مدد سے سیرت نبویؐ کے اہم واقعات کی روشنی میں منہج انقلاب نبویؐ کے مختلف مراحل کی بڑی خوبصورتی سے وضاحت کی۔ شرکاء نے ان کے اس انداز سے بھرپور استفادہ کیا۔ فضل حکیم صاحب نے رفقاء کو "دنیا کی مذمت" کے عنوان سے ایک مضمون پڑھنے کے لئے دیا اور پھر کوئز کی طرز کے سوالات کے ذریعے اس مضمون میں شامل اہم نکات کو ذہن نشین کرایا۔ ساڑھے دس بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد اُسرہ ایک سالہ کورس کے نقیب جناب آذر بختیار خلجی نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پر ایک مذاکرے کا اہتمام کیا جس میں فرائض دینی کی فرضیت کو قرآنی آیات کے ذریعے واضح کیا گیا۔ وقت کی کمی کے باعث یہ مذاکرہ مکمل نہ ہو سکا۔ خلجی صاحب نے آئندہ ماہانہ تربیتی پروگرام میں اسی حوالے سے احادیث اور اعمال و اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ راقم نے رفقاء کے سامنے قرآنی آیات' احادیث اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے دعوت دین کی اہمیت اور فضیلت بیان کی تاکہ رفقاء کو دعوت اور ذاتی رابطہ کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکالنے کی ترغیب ہو سکے۔ آخر میں سورۂ بنی اسرائیل کے چوتھے رکوع پر "پردہ کی اہمیت و فرضیت" کے حوالے سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ یہ تربیتی پروگرام نماز ظہر تک جاری رہا۔

حلقہ پنجاب شرقی لاہور کا
دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام اپنی روح کے اعتبار سے شرکاء کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ رفقاء و احباب کو یکسوئی کے ساتھ فارغ اوقات میسر آتے ہیں۔ گوناگوں مصروفیات کے باوجود موقع ملتا ہے کہ دین متین کے انقلابی فکر کی آبیاری و تطہیر کا سامان فراہم کیا جا سکے نیز ایمان حقیقی جس کا مظہر خارجی جہاد فی سبیل اللہ ہے کو پھر سے

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

کے مصداق تازہ کیا جائے۔ بیان کردہ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے لاہور میں موجود مختلف تنظیموں کے رفقاء پر مشتمل کارواں تشکیل پایا جو آٹھ ہمہ وقتی اور چند جزوقتی شرکاء پر مشتمل تھا۔ حسب پروگرام رفقاء نے رات مرکزی دفتر گڑھی شاہو میں قیام کیا۔ صلوٰۃ الفجر' تلاوت قرآن اور ناشتہ کے بعد قافلہ عازم سفر ہوا۔ منزل مقصود پر پہنچنے پر میر کارواں جناب اشرف وصی' امیر تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی' میزبان شعیب احمد سمیت دیدہ و دل فراش کئے ہمارے منتظر تھے۔

کچھ ساعتیں استراحت کے بعد امیر قافلہ کچھ یوں گویا ہوئے کہ دو روزہ قیام کے دوران میسر مواقع اور مقامی حالات کے تناظر میں ہمیں تقسیم کار کے ساتھ ساتھ منضبط انداز میں دعوتی و تربیتی نشستوں کے انعقاد کو بھی "اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ" کے تحت طے کرنا ہے۔

قبل از نماز ظہر جن امور کو باہمی مذاکرہ کے لئے معین کیا گیا ان میں اولاً یہ کہ شرکاء کے جذبۂ تفریغ اوقات کو مزید جلا بخشنے اور دوام دینے کے لئے کن چیزوں کا لحاظ از بس ضروری ہے؟ ثانیاً انفرادی و اجتماعی دعوتی مواقع پر رفقاء و احباب کو کیا فکری غذا فراہم کرنا ضروری ہے؟ ثالثاً اس دوران ہماری سیرت و کردار کے کون سے نقوش منصۂ شہود پر آنا چاہئیں؟ جو مشترکہ امور اُبھر کر سامنے آئے وہ یہ تھے کہ سیرت و کردار کی پختگی کے لئے ناگزیر ہے کہ دعوت الی اللہ کا کام فرض عین سمجھتے ہوئے بقدر صلاحیت پیہم کیا جائے' اقامت دین کی جدوجہد میں تکبر' عجب' تفاخر فکر و ذہن اور عجلت و اکتاہٹ کے بجائے جن رویوں کو اختیار کرنا از بس ضروری ہے ان میں ((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ)) منکسر المزاجی' دلائل و براہین' دھیما پن کے اوصاف اہم ہیں۔ بنیادی اور مطلوبہ سیرت و کردار کے فقدان کے باعث عمدہ سے عمدہ وعظ اور درس و تدریس بھی "ٹھوس" کے بجائے "مفس" ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں رذائل اخلاق کا سدباب اور اخلاقیات و معاملات سے لیس ہونا داعیانہ کردار کے لئے از بس ضروری ہے۔

لاہور شرقی کے رفیق رشید ارشد کی مصاحبت "نور علی نور" اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی جو بفضلہ تعالیٰ اسم بامسمی ہیں۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے بنیادی لٹریچر میں شامل تین کتابوں کو دلنشین' مؤثر اور سلیس پیرائے میں ذہن نشین کرایا۔ رشید ارشد صاحب ہی کے ذریعے منہج انقلابِ نبویؐ کی پیروی میں انقلاب اسلامی کی جدوجہد کے مختلف مراحل و مدارج کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوئی۔ "فہم قرآن کے ذرائع" کے زیر عنوان ان کا تیار کردہ مقالہ بھی موضوع سخن بنا جو داعیانِ حق کے لئے شاہراہِ عمل کو واضح کرتا ہے۔ مضامین قرآن حکیم کی تقسیم نو بھی ایک منفرد انداز میں شرکاء کے سامنے آئی۔ یوں لذت کام و دہن کے لئے وافر سامان دستیاب تھا۔ مختلف وقفوں کے دوران ادعیۂ ماثورہ یاد کروانے کا عمل بھی شامل پروگرام تھا۔ سیر الصحابہ و صحابیات میں سے حضرت سعید بن عامرؓ، حضرت خنساءؓ کا مطالعہ بھی پُر تذکیر تھا۔

"دعوت دین کیوں ضروری ہے؟" کے عنوان سے مذاکرہ ہوا۔ شرکاء محفل نے "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" کے حوالے سے جوابات دیئے جو جملہ رفقاء کے لئے دروں بینی کے غماض تھے۔ اسی طرح اجتماعیت کیوں؟ کے زیر عنوان مذاکرہ میں بھی رفقاء نے کتاب و سنت نیز فطری و منطقی استدلال قائم کرتے ہوئے طبع آزمائی کی۔ اسی تسلسل میں "دعوت کے مسائل اور پیش آمدہ رکاوٹوں کا حل اور تجاویز" زیر بحث رہا۔ رفقاء کی رائے میں داخلی و خارجی موانع کے باوجود دعوت کا عمل لازم ہے۔

لوگوں کو دین کی بنیادی دعوت سے روشناس کرانے کے لئے مقامی مسجد میں متفرق نمازوں کے بعد چھ مواقع پر قرآن مجید کے دروس کا اہتمام کیا گیا۔ نماز سے قبل دو روزہ کے شرکاء کے تاثرات حاصل کئے گئے۔ دو روزہ پروگراموں سے مکمل طور پر استفادہ کے لئے رفقاء کے مابین باہمی تفصیلی تعارف کا بھی اہتمام کیا گیا۔ درس حدیث کا فریضہ جناب رشید ارشد نے ادا کیا۔ دو روزہ کے میزبان شعیب احمد نے قدرے علالت کے باوجود میزبانی کا حق ادا کرنے میں پُر خلوص محنت کا مظاہرہ کیا۔ نماز مغرب کے بعد اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : محمد طارق جاوید)

اُسرہ خار باجوڑ ایجنسی کی دعوتی سرگرمیاں

اُسرہ خار باجوڑ ایجنسی کا دعوتی اجتماع ۵/ فروری کو ماموند (مینہ) کی جامع مسجد میں منعقد ہوا جہاں امام مسجد رحمت اللہ صاحب کی اجازت سے گل محمد صاحب نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے "دین کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے؟" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دین کے دو پہلو ہیں انفرادی اور اجتماعی۔ عقائد' عبادات اور رسومات کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے جبکہ سیاسی' معاشرتی اور معاشی نظام کا تعلق اجتماعیت سے ہے اور ان دونوں سے مل کر دین مکمل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بحیثیت امت مسلمہ کے فرد کے ہمارا اولین فریضہ یہ ہے کہ ہم خود دین پر کاربند ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اہل ایمان اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور یہی انسانوں کی تخلیق کا بھی مقصد ہے جیسا کہ فرمایا کہ جن و انس کو پیدا ہی عبادت کے لئے کیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بحیثیت مسلمان ہمارا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ ہم دینی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچائیں۔ یہ ذمہ داری ہر دور میں انبیاء و رسل ادا کرتے رہے ہیں۔ مگر ختم نبوت و تکمیل رسالت کے بعد اب یہ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ دینی تعلیمات کو عام کریں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم دین کو قائم و نافذ کریں جس کے لئے اجتماعیت کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ ایک ایسی اجتماعیت جو سنت نبوی و منہاج نبویؐ کے مطابق جدوجہد کرے اور بیعت کے مسنون طریقہ پر استوار ہو۔ تقریباً ڈیڑھ سو افراد نے اس خطاب جمعہ کو سنا۔ آخر میں امام مسجد کا شکریہ ادا کیا گیا اور یوں یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : حضرت نبی محسن)

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے زیر اہتمام
ترجمۃ القرآن کے پروگرام

لاہور شمالی کے امیر جناب اقبال حسین نے اپنی رہائش گاہ سے متصل مسجد نور میں رمضان المبارک کی راتوں میں قیام اللیل کے ساتھ قرآن مجید کے انقلاب آفریں اور حیات بخش ابدی و سرمدی پیغام کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ عزوجل ہی کے بھروسے پر بنی یہ عزم کامیابی سے ہمکنار ہوا اور یوں ﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾ کا چشم کشا نظارہ قلوب و اذہان میں ایمان کی جوت جگانے کا باعث بنا۔

آخری عشرہ ((عِتْقٌ مِنَ النَّارِ)) کے نصف کی تکمیل تک روزانہ ترجمۃ القرآن کا دورانیہ سوا دو گھنٹے پر محیط تھا۔ ۲۶ ویں شب کو مدرس محترم نے سورۃ الحدید کی تکمیل کے لئے مختص کیا۔ چنانچہ امت مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں مضامین کو بیان کیا۔ ۲۷ ویں شب کو ڈیڑھ صد شرکاء کے سامنے ۲۸ ویں پارے میں موجود طویل ترین مدنی سورتوں کے مضامین کا بیان ہوا۔ معمول کے برعکس دورانیہ سوا چار گھنٹے ہو گیا۔ دورۂ ترجمۃ القرآن کا اختتام ۲۹ ویں شب کو ہوا۔ حاضرین (مرد و خواتین) کی کل تعداد ۹۰ تھی۔ جناب اقبال حسین نے جن مضامین کی جانب حاضرین کی توجہ دلائی وہ یہ تھے کہ قرآن حکیم زندہ کلام ہے۔ اگر اسلام کا حرکی تصور یعنی دین متین کو قائم و نافذ کرنے کا کٹھن فریضہ سامنے نہ ہو تو مدنی قرآن اثر پذیری کے اعتبار سے قاری کے لئے حجاب بن جائے گا۔ ایمان حقیقی کے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں ہے جس کا لازمی تقاضا جہد مسلسل ہے۔ فریضہ جہاد سے گریز نفاق جیسے مہلک مرض پر منتج ہوتا ہے جو آخرت میں بدترین عذاب کا باعث ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کی دو حیثیتیں ہیں۔ بعثت خصوصی امیین کی طرف اور بعثت عمومی ﴿ كَافَّةً لِّلنَّاسِ ﴾ پوری دنیا کے لئے۔ لہٰذا عصر حاضر میں بھی غلبہ دین کی جدوجہد کرتے وقت نقوش پائے رسالتؐ کا مرحلہ وار اتباع ناگزیر ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 7
سالانہ زرتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین ادارہ تحریر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

سوڈان میں شرعی پردہ کا نفاذ

سوڈان کی سرکاری خبر رساں ایجنسی سونا نے بتایا ہے کہ حکومت نے عورتوں کے لئے اسلامی قوانین نافذ کئے ہیں جن میں ان کو حکم دیا گیا ہے کہ اسلامی طریقے کے مطابق سر کو ڈھانپ کر رکھیں اور اسلامی لباس پہنیں۔ اس قانون کو یقینی بنانے کے لئے خصوصی پولیس کے دستے مختلف جگہوں پر متعین کئے جائیں گے۔ خبر کے مطابق یہ فیصلہ پبلک آرڈر اینڈ اپریس کمیٹی کے اجلاس میں کیا گیا جس کو ملک کے قوانین کو اسلامی طریقہ میں ڈھالنے اور اسلامی قوانین نافذ کرنے کے طریقہ کار وضع کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ ملک کی سرحدوں میں موجود اور باہر سے آنے والی ساری خواتین کو اس قانون کی پابندی کرنا لازمی ہو گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں اسلامی طریقے کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اس کے علاوہ عوامی بسوں اور ویگنوں میں عورتوں کے لئے پہلی پندرہ سیٹیں مختص کرنے اور ان میں شعر و شاعری کی بجائے قرآنی آیات اور حدیث نبویؐ لکھنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

9 سال میں 500 بھارتی فوجیوں کی خودکشی

مقبوضہ کشمیر کے ضلع ڈوڈہ میں خصوصی آپریشن فورس کے ساتھ منسلک ایک اعلیٰ افسر بسنت راج نے خودکشی کر کے اپنی زندگی ختم کر لی۔ فوج کے اس افسر کا تعلق بدنام زمانہ راشٹریہ سیوک سنگھ سے تھا۔ مقبوضہ کشمیر میں تعینات بھارتی فوج میں خودکشی کے واقعات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ وادی میں تعینات بھارتی فوجی خود کو تنہا اور کشیدہ ماحول میں خیال کرتے ہیں جس سے انکی ذہنی اور جسمانی حالت خراب ہوتی ہے اور دور دراز پہاڑی علاقوں میں تعینات فوجی بھی خوف کا شکار رہتے ہیں۔ گھر اور اہل خانہ سے دوری بھی انکی پریشانیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ چھٹی نہ ملنے پر کئی فوجی خودکشی کر لیتے ہیں جبکہ بعض فوجی انکار کرنے والے افسروں کو گولی مار دیتے ہیں۔ قاضی کند میں تعینات سکھ سپاہی نے چھٹی نہ ملنے پر اپنے حوالدار کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔ سروے میں بتایا گیا ہے کہ بھارتی فوجی اس نہ ختم ہونے والی جنگ سے تنگ آ چکے ہیں۔ گزشتہ ۹ سال کے دوران ۵ سو سے زائد بھارتی فوجی خودکشی کر چکے ہیں۔

ایک ایسے **مُتَّحدہ اسلامی اِنقلابی محاذ** کی تشکیل
کے ضمن میں جو پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے مروّجہ سیاسی طریقوں
کو چھوڑ کر خالص **"منہج انقلابِ نبویؐ"** کے مطابق جدوجہد کرے،
پاکستان کے اہم شہروں میں اِن شاءَ اللّٰہ حسب ذیل پروگرام کے تحت

منہاج مُحمّدیؐ کانفرنسیں

منعقد ہوں گی۔ غلبۂ اسلام کے خواہش مند حضرات جوق در جوق شرکت فرمائیں:

✪ اتوار ۲۱/ فروری پریس کلب ہال، راولپنڈی ✪ اتوار ۲۸/ فروری نشتر ہال، پشاور
✪ ۷/ مارچ: فیصل آباد ✪ ۱۴/ مارچ: کراچی ✪ ۲۱/ مارچ: لاہور ✪ ۴/ اپریل: مظفر آباد ✪ ۱۱/ اپریل: کوئٹہ

الدّاعی الی الخیر **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی